



ابونصر میر اور جزء رفع یدین

حافظ عمر السلفی، ابوتراب السلفی

ابونصر میر اور جزء رفع یدین

حافظ عمر السلفی، ابوتراب السلفی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَمَّا بَعْدُ

فیس بک پر ایک ماتریدی ابونصر میر نے امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب جزء رفع یدین پر اعتراض کیا تو ہم نے ایک مختصر جواب ابونصر میر کو ارسال کیا۔ ابونصر میر نے اس کا جواب الجواب دینے کی ناکام کوشش کی اور اللہ نے اس کی جہالت کو ہم پر ظاہر کر دیا۔ اس تحریر میں اس کا مفصل رد حاضر ہے۔

اس مختصر جواب میں ہم نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سے محمود بن اسحاق الخزاعی رحمہ اللہ کی تحسین حدیث کے ذریعے توثیق پیش کی تو

ابونصر میر نے کہا:

مذکورہ اصول کو خود غیر مقلدین تسلیم نہی کرتے ہیں۔ ہم الزامی جواب میں اسکی کئی مثالیں پیش کریں گیں۔)

انشاء اللہ

الجواب۔۔

یہ اہل حدیث پر خالص جھوٹ ہے۔ شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ اپنی تمام کتب میں کسی راوی کی توثیق ثابت کرتے وقت تحسین اور تصحیح حدیث کا اصول بھی استعمال کرتے تھے۔ اس کی صرف ایک مثال حاضر ہے ورنہ بہت سی ایسی دوسری مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ وہ مثال یہ ہے کہ شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے مؤمل بن اسماعیل کی توثیق میں امام خزیمہ کا اس کی حدیث کو صحیح کہنا مطلقاً توثیق میں شامل کیا اور امام ترمذی کی بھی تصحیح کو بطور توثیق پیش کیا کیونکہ وہ جمہور کے موافق تھی کیونکہ امام ترمذی توثیق میں متساہل تھے۔ (نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص 32)

پھر ابو نصر میر نے کہا:

حافظ ابن حجرؒ نے "حدیث حسن" کہا ہے۔ یعنی اس حدیث کی تخریج دوسری اسانید سے متعابعت اور شواہد کی وجہ سے "حسن" ہے۔ اور ابوداؤد مسند امام احمد و دوسری کتب احادیث کا حوالہ بھی دیا ہے۔ ان اسناد میں "محمود بن إسحاق الخزاز عی مجھول الحال" نہیں ہے۔

اسنادہ حسن کہا ہوتا تو شاید اس لولی لنگڑی توثیق کو غیر مقلدین کو پیش بھی کر سکتے تھے۔ (اس پر بھی ہم غیر مقلدین کا رد کرتے)۔ "اسنادہ حسن، اسنادہ صحیح، اسنادہ جید، رجال ثقات" کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ، صدوق و حسن الحدیث ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے "حدیث حسن" کہہ کر اس لولی لنگڑی توثیق کا سر ہی قلم کر دیا

الجواب:

ہم اس شخص کی جہالت اور کم علمی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں کیونکہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے صرف اس کی حدیث کو ہی حسن نہیں کہا بلکہ آگے چل کر اس کی سند کو صحیح مسلم کی شرط پر کہا ہے: حافظ ابن حجر کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔۔

و إسناده علي شرط مسلم، لكن أعله البخاري بعننة قتادة وهو مدلس

اس میں کچھ باتیں قابل غور ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے محمود بن اسحاق کی سند کو صحیح مسلم کی شرط پر کہا ہے یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے نزدیک محمود بن اسحاق صحیح مسلم کے راویوں کے درجہ کے راویوں کی طرح ثقہ و صدوق ہیں۔ اس سے اس شخص کی خیانت یا جہالت سامنے آجاتے ہیں جس نے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی توثیق کو جان بوجھ کر چھپا لیا اور اپنے اعتراض کی بنیاد کھڑی کر دی اور لکھا

اسنادہ حسن کہا ہوتا تو شاید اس لولی لنگڑی توثیق کو غیر مقلدین کو پیش بھی کر سکتے تھے

ابو نصر میر جاہل کو اتنا بھی پتہ نہ تھا کہ آگے لکھا ہے کہ اس کی سند (جس میں محمود بن اسحاق ہے) صحیح مسلم کی شرط پر ہے۔ لہذا یہ اعتراض رفع ہو گیا۔

یاد رہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ محمود بن اسحاق کی توثیق میں منفرد نہیں بلکہ اور لوگوں نے بھی ان کی متابعت کی ہے جیسے آگے آرہا ہے ان شاء اللہ

حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام بخاری رحمہ اللہ کی اس حدیث میں تدلیس کی جرح کا بھی ذکر کیا ہے۔ یاد رہے تدلیس کی جرح سے راوی کی عدالت پر کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ راوی ثقہ ہوتا ہے۔ تدلیس علت قادحہ جس سے صرف سند ضعیف ہوتی ہے لیکن راویوں کی توثیق برقرار رہتی ہے۔ لہذا حافظ ابن حجر عسقلانی کا اس تدلیس کا اعتراف راویوں کی عدالت کو ساقط نہیں کرتا بلکہ سند کا ضعف تدلیس ہے جو علت قادحہ ہے اور سماع کا اختلاف ہے جبکہ راویوں ثقہ ہی رہیں گے۔

پھر ابو نصر میر نے کہا:

یہ حدیث احناف کی مضبوط دلیل ہے کی جس نے فاتحۃ الکتاب نہی پڑھی اسکی نماز نہی، یہ تنہا و منفرد نمازی کے لئے ہے۔ کیوں کہ اسکے آگے "وَمَا تَنْسَرُ" (اور جو میسر ہو... قرآن میں سے پڑھا کریں)۔ شوافع و جمہور و غیر مقلدین بھی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے علاوہ دوسری سورہ پڑھنے کو منا کرتے ہیں۔

یہ روایت احناف کی دلیل "لا صلاة الا بقراآن ولو بفاتحة الكتاب" « نمازاد "قرآن کی قراءت کے بغیر نماز نہی ہوتی خواہ سورہ فاتحہ ہو اور کچھ زیادہ، کی مضبوط شاہد و متابعت ہے۔

زبیر علی زئی نے اپنی تحقیق شدہ سنن ابوداؤد میں مذکورہ حافظ ابن حجرؒ کے نقل کی گئی حدیث کو "اسنادہ ضعیف" کہا ہے۔ اور دلیل میں لکھا ہے کہ "قَادَةُ مَدَّس" اور مَدَّس کی "عن" سے کی گئی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے جو سند پیش کی ہے اس میں بھی قَادَةُ نے "عن" سے روایت کیا ہے

محمود بن إسحاق الخزازي کی سند سے.... قتادة، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد.... "موافقة الخبر الخبر في تخریج"

(أحادیث المختصر" (1/417)

گو یا زبیر علی زئی نے خود کا ہی رد کر دیا ہے

نوٹ- مدلس راوی کی "عن" والی روایات کو غیر مقلدین ضعیف کہنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور جب اپنے مطلب کی آئی

تو حافظ ابن حجر کے تحسین کو آنکھ میچ کر مان لیا

الجواب- یہ بھی اس شخص کا اہل حدیث پر جھوٹ اور بہتان ہے۔

تمام اہل الحدیث کا اجماع ہے کہ وہ غیر جہری نمازوں ظہر اور عصر میں امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ کے علاوہ قراءۃ کا جائز سمجھتے ہیں لہذا اس حدیث پر ہمارا عمل ہے۔ اس کے برعکس ابو نصر میر نے جھوٹ بولا کیونکہ خفیوں کے نزدیک اگر کوئی شخص نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا تو پھر بھی اس کی نماز ہو جائے گی۔ تھانوی نے بہشتی زیور ص 96 میں لکھا۔

'اگر پچھلی دو رکعتوں میں الحمد نہ پڑھے بلکہ تین دفعہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ لے تو بھی درست ہے'

یعنی تھانوی نے نزدیک نماز میں سورۃ فاتحہ فرض ہی نہیں اور اگر کوئی آخری دو رکعت میں انہیں نہیں پڑھتا تو نماز ہو جائے۔

اصل میں یہ ابو نصر میر کی منافقت تھی کیونکہ احناف میں سورۃ فاتحہ انفرادی نماز میں بھی ضروری نہیں ہے لہذا

حدیث لا صلاة لمن لم یقرأ بفاتحة الكتاب ان پر زبردست رد ہے۔

ابو نصر میر نے شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ پر بھی انتہائی جاہلانہ اعتراض کیا۔ شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے سنن ابو داؤد کی روایت کی سند کو قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ یہ وہی تدلیس ہے جس کا ذکر ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی کہا تھا۔ تدلیس کا کسی بھی راوی کی عدالت سے کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر کسی راوی پر تدلیس ثابت ہو جائے تو وہ راوی ثقہ ہی رہتا ہے کیونکہ تدلیس اصل میں سماع کا اختلاف ہوتا ہے۔

ایک مدلس راوی اگر ثقہ ہو تو تدلیس کی وجہ سے وہ راوی ثقہ ہی رہتا ہے لیکن تدلیس کی وجہ سے سند ضعیف ضرور ہوتی ہے مگر راوی کے ضعف یا مجھول ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ اس حدیث میں عدم سماع کی وجہ سے۔ مثلاً قتادہ رحمہ اللہ زبردست ثقہ ہیں لیکن جب عن سے روایت کریں تو ضعیف ہوگی۔ لیکن وہی قتادہ حدیث سے روایت کریں تو سند صحیح ہوگی۔ لیکن اگر کوئی جاہل کہے کہ یہ سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راوی مدلس ہے لہذا اس سے سارے راوی مجھول ہو جاتے ہیں یا کوئی بھی راوی ثقہ نہیں رہتا تو اس کو لوگ جاہل کہہ کر ہنسیں گے۔ بلکہ یہی معاملہ ابو نصر میر کے ساتھ ہوا۔ یہ سند تدلیس کی وجہ سے ضعیف تھی لیکن محمود بن اسحاق کی حدیث کو حسن کہنا اور اس کی سند کو صحیح مسلم کی شرط پر کہنے سے محمود بن اسحاق رحمہ اللہ ثقہ و صدوق ثابت ہو گئے۔ باقی تدلیس کا محمود بن اسحاق رحمہ اللہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ تدلیس تو سند میں بہت بعد قتادہ رحمہ اللہ سے آئی اس سے پہلے راوی تو سارے ثقہ ثابت ہو گئے اور قتادہ رحمہ اللہ بھی ثقہ رہے لیکن ضعف صرف سماع کے اختلاف کی وجہ سے آیا۔

شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کا مسئلہ تدلیس میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سے اختلاف تھا اور اس تدلیس کا اعتراف ابن حجر بھی کر چکے ہیں اسی سند میں۔ لہذا ثابت ہو اس سند میں قتادہ کی تدلیس سے محمود بن اسحاق رحمہ

اللہ ثقہ ثابت ہو جاتے ہیں کیونکہ تدلیس سے سند کا کوئی بھی راوی ضعیف یا مجہول نہیں ہوتا۔ اب ہم محمود بن اسحاق الخزاعی رحمہ اللہ کی مفصل توثیق پیش کرتے ہیں۔

تحقیقی جواب

یاد رہے حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ محمود بن اسحاق کی توثیق میں منفرد نہیں ہیں۔

1۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے محمود بن اسحاق کی حدیث کو حسن اور اس کی سند کو صحیح مسلم کی شرط پر کہا۔

2۔ علامہ نووی رحمہ اللہ نے محمود بن اسحاق رحمہ اللہ کی بیان کردہ ایک حدیث کی 'سند کو صحیح کہا'۔

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ فِي كِتَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ بِإِسْنَادِهِ الصَّحِيحِ عَنْ نَافِعٍ " أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا رَأَى رَجُلًا لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَمَاهُ بِالْخَصِيِّ (المجموع شرح المذهب ج 3 ص 405)

3۔ حافظ ابن ملقن نے محمود بن اسحاق کی بیان کردہ 'ایک حدیث کی سند کو صحیح کہا'۔

وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ أَيْضًا فِي كِتَابِ «رَفْعِ الْيَدَيْنِ» بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ «أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَأَى رَجُلًا لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَمَاهُ بِالْخَصِيِّ (البدرا المنير ج 3 ص 475)

لہذا ثابت ہوا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا اسنادہ علی شرط مسلم کہنا اور اس کے ساتھ امام نووی اور ابن ملقن کا اسنادہ صحیح کہنا محمود بن اسحاق کی زبردست توثیق ہے۔

الزامی جواب

1۔ ابو نصر میر کے امام نیموی تقلیدی نے محمود بن اسحاق الخزاعی کی بیان کردہ ایک سند کو صحیح کہا۔

رواہ البخاری فی جزء رفع الیدین و إسناده صحیح (آثار السنن مع تعلیق الحسن رقم الحدیث 635)

2۔ محمود بن اسحاق الخزاعی رحمہ اللہ سے کافی راویوں نے روایت کیا ہے فی الحال صرف دو ثقہ راوی کے نام یہ ہیں۔

احمد بن محمد بن الحسین الرازی

ابو نصر محمد بن احمد بن محمد بن موسیٰ البخاری الملاحی

دیوبندی عالم مفتی تقی عثمانی کہتے ہیں۔

'اور اصول حدیث میں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ جس شخص سے دو راوی روایت کریں اسکی جہالت مرتفع ہو جاتی ہے، لہذا جہالت کا اعتراض درست نہیں اور یہ حدیث حسن سے کم نہیں (درس ترمذی ج 2 ص 315-316)

یعنی مفتی تقی عثمانی کے اصول سے محمود بن اسحاق کی جہالت ان دو ثقہ راویوں کی روایت کرنے کی وجہ سے ختم ہو گئی اور اس پر ابو نصر میر بریلوی کا اعتراض درست نہیں اور یہ حدیث حسن سے کم نہیں۔

اس کے علاوہ بھی اس پر بے شمار حوالہ جات موجود ہیں جس میں ابو نصر میر کے گھر سے لوگوں نے محمود بن اسحاق کی حدیث اور سند دونوں کو صحیح قرار دیا۔ ابھی ان حوالوں سے اجتناب کیا گیا ہے جن لوگوں نے اس کتاب کو امام بخاری کی کتاب تسلیم کیا جو محمود بن اسحاق کی توثیق ہے۔

ابو نصر میر کے جاہلانہ اعتراض پر ایک لطیفہ

ابو نصر میر نے جزء القراءة پر ایک بھونڈا اعتراض کرتے ہوئے لکھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ سے منسوب "جزء القراءة خلف الإمام" میں ایک سند ذکر ہے

(القراءة خلف الإمام للبخاري (ص: 47)

..... حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْبُخَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ عِيَاضٍ - 121

مذکورہ سند میں بہت بڑی علت یہ ہے کہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ کی وفات 187 ہجری ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ

فضیل بن عیاض کی وفات کے 7 سال بعد 194 ہجری میں پیدا ہوئے

کتاب کے غیر مقلد محقق فضل الرحمن الثوری اور عطا اللہ حنیف بھوجیانی نے حاشیہ میں اسکی تصریح کی ہے

حَدَّثَنَا "سمعت کی تصریح ہے۔ اس سے امام بخاری رحمۃ اللہ پر "کذاب" کی جرح ثابت ہو رہی ہے۔ اور یہ بہت

بڑا جھوٹ ہے

اس جہالت پر ہنسی بھی آتی ہے اور اس کی جہالت کو بھی اللہ نے ہم پر ظاہر کر دیا ہے۔

تحقیقی جواب

ابو نصر میر انتہائی درجے کا جاہل آدمی لگتا ہے جس نے شاید پہلی دفعہ یہ چیز دیکھی ہے تقریباً جتنی بھی کتب احادیث، رجال وغیرہ طبع ہوتی ہیں سب میں کچھ نہ کچھ طباعتی غلطیاں یا کاتب کی غلطیاں ہوتی ہیں جنہیں محققین دوسری کتب سے یا کسی دوسرے مخطوطہ سے اصلاح کر دیتے ہیں۔ بعض اوقات کوئی دوسرا مخطوطہ موجود نہ ہو یا غلطی مخطوطہ میں ہو تو اسی روایت یا حدیث کو کسی دوسری کتاب میں دیکھ کر اصلاح کی جاتی ہے، عموماً یہ غلط راویوں کے نام میں واقع ہوتی ہے اور راوی کا نام غلط لکھا جاتا ہے۔

اس روایت میں کاتب کی غلطی ہے اور یہاں پر یا تو "حدث" ہے "ن" کا اضافہ کاتب کی غلطی ہے یا امام بخاری اور فضیل کے درمیان کاراوی غلطی سے کاتب سے گر گیا کیونکہ امام مسلم وغیرہ نے اس روایت کو موصلاً بیان کیا ہے۔ اس کی تفصیل دے دی گئی تھی۔

الزامی جواب

اگر ابو نصر میر کا یہ اصول اپنایا جائے تو تمام کتب حدیث، فقہ حنفی کی کتب اور علوم سے ہاتھ دھو بیٹھنا پڑے گا۔ اس کی فی الحال صرف ایک مثال حاضر ہے اور ضرورت پڑنے پر اور مثالیں بھی پیش کی جاسکتی ہیں۔

مرغیانی حنفی بریلویوں اور دیوبندیوں کے نزدیک بڑا ثقہ اور نیک بندہ ہے بلکہ حنفیہ بر صغیر یہ کی فقہ کی ساری بنیاد مرغیانی کی کتاب ہدایہ پر ہے۔

یہی مرغیانی جو بقول دیوبندیہ اور بریلویہ زبردست ثقہ ہے ہدایہ میں تکبیرات عیدین پر ایک روایت نقل کرتا ہوئے کہتا ہے۔

هذا هو المأثور عن الخليل صلوات الله عليه (الهداية كتاب الصلوة ج 2 ص 128)

مرغیانی کے اس جھوٹ پر زلیعی حنفی بھی پریشان ہو گئے اور انہوں نے کہا مجھے یہ اثر جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب ہے یہ کہیں نہیں ملا۔

اب صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ مرغیانی نے ابراہیم علیہ السلام پر جھوٹ بولا ہے۔ اور اسے مرغیانی کا کذاب ہونا لازم آتا ہے۔ یہ بات ہم ابو نصر میر کے اصول سے کر رہے ہیں۔

لہذا اس اثر کی وجہ سے جس میں اس کی سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ثابت نہیں ہے اس کا کذاب ہونا لازم آ رہا ہے۔ لہذا دیوبندیوں اور بریلویوں کے اس ثقہ اور نیک امام پر یہ کتاب ہدایہ جھوٹ اور بہتان ہے۔ لہذا اب ابو نصر میر کو اس کتاب ہدایہ کا انکار کرنا چاہیے اور اس کی متصل سند پیش کرنی چاہیے۔

الحمد لله! اللہ کی توفیق سے جواب مکمل ہوا

حافظ عمر السلفی

ابو تراب السلفی